

مقصد حسینؑ میں حضرت زینب س کا کردار

<?xml encoding="UTF-8">



مقصد حسینؑ میں حضرت زینب س کا کردار

اپنے بھائی کی جانشین بن کر ہر جگہ امامؑ کے مقصد کو پہنچایا اور آپؑ نے ہر جگہ صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے بابا کے لہجہ میں خطبہ ارشاد فرما کر تمام دنیا والوں کو پیغام اور مقصد حسینؑ سے آگاہ فرمایا۔
تحریر: حجة الاسلام مولانا سید نثار حسین (حیدر آقا)

حضرت زینب کبریٰؑ کی ولادت کی تاریخ جو بہت مشہور ہے وہ پانچ جمادی الاول چھ ہجری ہے ، جب آپؑ کی ولادت ہوئی تو آپ کا نام بھی خدا کی طرف سے رکھا گیا۔ جب آپؑ کی ولادت ہوئی تو جناب فاطمہؑ نے امام علیؑ سے کہا کہ ”سمّ هذه المولودة فقال ما كنت لاسبق رسول الله (و كان في سفر) ولما جاء النبي صلى الله عليه وآله وسلم ساله على عليه السلام فقال ما كنت لاسبق ربّي الله تعالى فهبط جبرئيل يقرء على النبي السلام من الله الجليل وقال له سمّ هذه المولودة زينب ثم اخبره بما يجري عليها من المصائب فبكي النبي وقال من بكى على مصائب هذه البنت كان كمن بكى على اخويها الحسن والحسين “ یعنی فاطمہ (س) نے علیؑ سے کہا : اس نومولود کا نام انتخاب کریں۔ علیؑ نے کہا: میں نے کسی بھی کام میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سبقت نہیں کی ہے (اور ابھی آپؑ سفر پر ہیں) جب آپ تشریف لائے تو علیؑ نے اسلام کے سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : میں نے بھی کسی کام کو خدا کے حکم کے بغیر انجام نہیں دیا۔ پس اسی وقت جبرئیل امین نازل ہوئے اور رسول اللہ (ص) کو خدائے جلیل کی طرف سلام پہنچانے کے بعد عرض کیا کہ اللہ فرماتا ہے : اے رسول! اس بچی کا نام زینب رکھئے۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو اس نومولود پر امت کی جانب سے کئے جانے والے سارے مصائب کو سنایا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گریہ کرنے لگے۔ اور فرمایا : جو بھی اس بچی کی مصیبتوں پر آنسو بہائے گا اُسے ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا کہ ان کے بھائی حسن اور حسین علیہما السلام پر آنسو بہانے والے کو ملے گا۔ (عباس جیانی دشتی؛ نائبة الزہراء، ص ۱۷۷)۔

آپ کی کنیت ”ام المصائب“ ہے اور آپ کے مشہور القاب ”شریكة الحسین، عالمة غیر معلمہ ہیں جیسا کہ امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا : انت بحمد الله عالمة غیر معلمة ، اور عقيلہ قریش ، عقيلة الوحی ، نائبة الزہراء“ بھی مشہور القاب ہیں آپ کا حسب و نسب بیان کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مانند ہے لیکن ہم یہاں تبرکا بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ ینابیع المودة میں روایت ہے کہ ” قَالَ عُمَرُ ابْنُ سَمْعَةَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ حَسَبٍ وَ نَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا خَلَا حَسَبِي وَ نَسَبِي وَ كُلُّ بَنِي أُتْنَى عَصَبَتُهُمْ لِأَبِيهِمْ مَا خَلَا بَنِي فَاطِمَةَ فَإِنِّي أَنَا أَبُوهُمْ وَ أَنَا عَصَبَتُهُمْ “

یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : قیامت کے دن ساری رشتہ داریاں ختم ہو جائیں گی سوائے میرے اور میری اولاد کی رشتہ داری کے۔ اور ہر بچے کی نسبت اس کی ماں کی طرف نہیں بلکہ اس کے باپ کی طرف دی جائے گی لیکن میری بیٹی فاطمہ الزہرا (س) کی اولاد کی نسبت میری طرف دی جائے گی۔ (۔ العمدۃ، ص ۲۸۷، فصل ۳۵)۔

لہذا آپ کی عظمت و منزلت کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ کے نانا کو دیکھیں تو سید المرسلین ، با با کو دیکھیں تو سید الوصیین، بھائیوں کو دیکھیں تو اہل جنت کے جوانوں کے سردار ” سیدا شباب اہل الجنة “ ہیں اور ماں سیدۃ النساء العالمین ہیں۔

مشکلات اور سختیوں کے مقابلے میں صبر و استقامت اور خونخوار دشمنوں کے مقابلے میں شجاعت اور دلیری کا مظاہرہ کرنا آپ کی عظیم کرامتوں میں سے ہے۔ اخلاق اور کردار کے اعتبار سے عطوفت اور مہربانی کا پیکر، عصمت اور پاکدامنی کے اعتبار سے فخرِ مریم ، حیا و عفت کی مالکہ ہونا آپ کی شرافت اور عظمت کیلئے کافی ہے۔ آپ کی عظمتوں میں سے سب سے بڑی عظمت یہ ہے کہ آپ اپنے زمانے کے امام کو پوری طرح پہچانتی تھیں اسی لئے اپنے امام کے اقدام و مقصد کو پہچانتے ہوئے انہیں تنہا نہیں چھوڑا اور یہ فیصلہ کر لیا کہ میں اپنے امام کو تنہا نہیں جانے دوں گی حالانکہ آپ اس سفر کے تمام حالات سے باخبر تھیں۔ ان بحرانی حالات میں جن میں بڑے سے بڑا سمجھدار انسان بھی اپنا راستہ معین نہیں کر پاتا ، اُن حالات میں آپ نے فیصلہ کیا اور اپنے امام کی پشت پناہی کی اور ان کے عظیم مقصدِ شہادت میں شریک ہوئیں۔ اور امام کی شہادت کے بعد مقصدِ حسین کو کوفہ و شام کے راستوں اور درباروں میں بیان کیا۔ جس کی وجہ سے آج نامِ حسین اور کربلا کے ضمن میں پورا اسلام دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچ گیا۔ اور انشاء اللہ جنابِ زینب کے خطبوں اور بیانات کی جھنکار سے امام کی عظمت و حقانیت کو دنیا پہچان لے گی اور یہ کہنے پر مجبور ہوگی کہ ” ہمارے ہیں حسین“

حقیقت تو یہ ہے کہ زینب کے بغیر کربلا کربلا نہ ہوتی ! اگر آپ نہ ہوتی تو کربلا کا یہ واقعہ وہیں پر ختم ہو گیا ہوتا ! عاشور کے دن سارے مرد شہید ہو گئے اور عصر کے وقت خیموں میں امام سجاد کے علاوہ کوئی مرد باقی نہیں بچا تھا اور آپ خدا کی مصلحت کی بناء پر بیمار تھے اور حسین کے چھوٹے چھوٹے بچے اور خواتین تھیں جو

لاکھوں دشمنوں کے نرغے میں تین دن کے بھوکے پیاسے کربلا کی جلتی خاک پر اپنے عزیزوں کے لاشوں کو زمین پر پڑے ہوئے دیکھ رہے تھے ، ان سخت حالات میں کوئی تو ہو جو حسینؑ اور عباسؑ بن کر ان کی دیکھ بال کرے ! تو تمام تاریخ لکھنے والوں نے بالاتفاق لکھا کہ ایسے سخت حالات میں ان سب کی ذمہ داری کو جو اپنے کاندھوں پر لئے ہوئے تھیں وہ شریکۃ الحسین حضرت زینبؑ کی ذات تھی !

بیشک روزِ عاشور تمام مصیبتوں کو برداشت کرنے میں حضرت زینبؑ اپنے بھائی کے ساتھ شریک تھیں ۔ یہاں تک کہ اپنے بھائی کے گلے پر چلتا ہوا خنجر بھی دیکھا ۔ ان تمام مصیبتوں کو برداشت کرنے میں اللہ کی طرف سے آپؑ پر ایک بہت عظیم ذمہ داری تھی ۔ وہ یہ کہ مقصدِ شہادتِ امامؑ کو پوری طرح اجاگر کریں ۔ اور یہ بتائیں کہ امامؑ نے مجبور اور بیکسی کے عالم میں جان نہیں دی بلکہ اللہ کی مصلحت کی بنیاد پر سارے ظلم برداشت کئے ہیں ۔ اب تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے جب میں ایک عورت ہو کے تمہارے دربار میں بے خوف ہو کے حسینؑ کی حقانیت پیش کر رہی ہوں تو وہ امامؑ وقت ہو کر تم سے کہاں ڈرتے ! لہذا عاشور کے دن امامؑ کے لئے جو جملہ کہا گیا وہ بہت مشہور ہے ” فواللہ ما رائتُ مکسورا قطُّ قد قُتِلَ ولده و اهل بیتہ اربط جاشاً و لا اقویٰ جنائاً من الحسینؑ“ یعنی ہم نے حسینؑ سے زیادہ مضبوط دل اور پکے ارادے والا انسان نہ کبھی دیکھا نہ سنا جب کہ انکے سامنے انکے بچے اور اہل بیت کے لاشے خون میں ڈوبے ہوئے سامنے ہی ہوں ۔ ” یہ جو کہا جاتا ہے کہ عاشور کے دن کربلا میں تلوار پر خون نے فتح پائی ہے بالکل صحیح ہے اور اس فتح و کامیابی کی روح رواں جنابِ زینبؑ کی ذات تھی ورنہ خون تو کربلا میں بہہ چکا تھا ۔! عاشور کے روز فوجی معرکہ میں امامؑ کے سارے اصحاب و انصار شہید ہو چکے تھے لیکن جنابِ زینبؑ نے ان تمام مصیبتوں پر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اور ہر قربانی کے مقابل خدا کی بارگاہ میں اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے یہی دعا کرتی تھیں کہ ” اللہم تقبل منی ہذا القربان“ یعنی خدایا ! مجھ سے میری ان قربانیوں کو قبول فرما ۔ آپؑ نے اپنے ان عظیم کلمات کے ذریعے دلیری کا مظاہرہ فرمایا اور اس ظاہری شکست کو قیامت تک کے لئے حقیقی کامیابی اور کامرانی میں بدل کر باطل کے چہرے کو دنیا کے سامنے بے نقاب کر دیا ، اور ابنِ زیاد کے دربار میں جب کسی دشمن نے آپؑ سے پوچھا کہ ” جو کچھ خدا نے آپکے بھائی کے ساتھ کربلا میں کیا اُسے آپؑ کیسا دیکھ رہی ہیں ؟ تو آپؑ نے بڑی دلیری اور پر رعب انداز میں فرمایا کہ ” ما رائتُ الاً جمیلاً“ یعنی میں نے کربلا میں سوائے اچھائی کے کچھ نہیں دیکھا ۔ دشمن کے اس سوال کا مقصد آپؑ کے حوصلے کو کمزور کرنا اور شہیدانِ کربلا کی قربانیوں کو غلط انداز سے پیش کرنا تھا لیکن جنابِ زینبؑ نے اپنے ان جملات اور شام و کوفہ و بازار و دربار میں اپنے فصیح و بلیغ خطبوں کے ذریعے ان کی اس شیطانی سوچ کو ذلت و رسوائی کا طوق پہنادیا ۔ اور قیامت تک کے لئے دشمنوں کو نمرود و فرعون کی فہرست میں کھڑا کر دیا ۔ اپنے بھائی کی جانشین بن کر ہر جگہ امامؑ کے مقصد کو پہونچایا اور آپؑ نے ہر جگہ صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے بابا کے لہجہ میں خطبہ ارشاد فرما کر تمام دنیا والوں کو پیغام اور مقصدِ حسینؑ سے آگاہ فرمایا ۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ خود ظالم و جابر کے دربار سے انقلاب برپا ہونا شروع ہوا اور بہت ہی کم مدت میں پوری دنیا میں اپنے بھائی اور امامؑ کے پیغام یعنی حقیقی اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں پہونچانے کا راستہ عزاداری کی صورت میں فراہم کیا ۔ اسی لئے آج ہر جگہ فتحِ حسینؑ کا اعلان ”یا حسینؑ ، یا حسینؑ“ کی صدا میں سنائی دے رہا ہے ۔ اور یزید اور یزیدت کا کوئی ہمنوا اور نام لیوا نہیں ہے ۔ گویا ہمیشہ کے لئے حسینؑ اور حسینیّت کامیابی کا نام بن گیا اور یزید و یزیدیت ناکامی کا نام ہو گیا ۔

اگر ہم ثانی زہراً کے انداز اور کردار پر نظر رکھیں تو سمجھ میں آتا ہے کہ

۱۔ بڑے سے بڑے ظالم اور بے رحم لوگوں کے سامنے بھی حق بات بغیر خوف کے کہیں ۔

۲۔ اللہ و رسولؐ پر بھروسہ کرتے ہوئے اعلانِ حق ، تبلیغِ حق کر کے ہر ظالم و دشمنِ اسلام کو دندان شکن جواب دیں ۔

۳۔ جس طرح جناب زینبؑ نے امامؑ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کیا ہم بھی امامؑ کے لئے ہر چیز دینے کا جذبہ رکھیں ۔

۴۔ جناب زینبؑ نے بغیر چادر کے بھی اپنے پردے کو پوری طرح بچایا اسی طرح قوم کی ماں بہنیں اپنے پردے کی حفاظت کر کے اپنے دینی فریضے کو انجام دیں ۔

۵۔ جناب زینبؑ نے اپنے بابا کے لہجے میں خطبہ دے کر آواز کا پردہ کیا اسی طرح ہماری ماں بہنیں بھی حکم شرعی کا لحاظ رکھیں ، تاکہ شہزادیؑ ہم سے خوش ہوں۔

لہذا اے زینبؑ کے پرسہ دارو! ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ثانی زہراً نے مقصدِ حسینؑ کو بہت ہی تدبیر کے ساتھ افکار شیطانی سے بچا کر ہم تک پہنچایا ہے ۔ ہمیں اس کی اہمیت کو سمجھنا چاہئے اور اس عزاداری کو ثانی زہراً کی امانت جان کر نسل در نسل بیان کرتے ہوئے نسلوں کو حقیقی عزادارِ حسینؑ بنانے کی کوشش کرنا چاہئے ۔
بشکریہ: حوزہ نیوز ایجنسی